”علم کی اہمیت اور علماء و مدارس کا کردار“

مورخہ ۷؍شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق ۸؍جون ۲۰۱۴م بروز اتوار جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

کے دستار بندی و تقسیم اسناد کے سولہویں سالانہ اجلاس کے موقع پر

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم

(صدر: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، ناظم: ندوۃ العلماء، لکھنو)

کا ایمان افروز کلیدی خطاب

ناشر

(حضرت مولانا مفتی) احمد دیولوی (دامت برکاتہم)

علامہ محمد بن طاہر اکیڈمی

جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

Jamiah Uloomul Quran,

Jambusar (Dist. Bharuch) 392150 (Gujarat- India)

EMAIL: jamiahjambusar@gmail.com

Fax: 222677 Tel:(02644)220286/220786

www.abulhasanalinadwi.org

کتاب کا نام :	علم کی اہمیت اور علماء ومدارس کا کردار
افادات:	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم
سن اشاعت :	۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۶ء
تعداد :	۱۰۰۰
ملنے کا پتہ :	جامعہ علوم القرآن، جمبوسر

Address

Maulana Mufti Ahmed Devlavi Sa.
Jamiah Uloomul Quran, by pass road
Jambusar (Dist. Bharuch) 392 150
Web: www.jamiahjambusar.com
E-mail : amiahjambusar@gmail.com
Tel. (02644) 220786 / 220286 Fax. 222677

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

بقلم :حضرت مولانا مفتی احمد دیولوی صاحب دامت برکاتہم

حَامِداً وَّمُصَلِّیاً وَّمُسَلِّماً:

جامعہ علوم القرآن نے مختصر سی مدت میں اپنی علمی، ادبی، ثقافتی ورفاہی ممتاز خدمات کی وجہ سے عوام وخواص کا اعتماد حاصل کرلیا ہے، ارباب علم وفضل اس کی علمی سرگرمیوں کے معترف ہیں، تو اصحاب زہد وتقوی اس کے تربیتی پروگراموں سے مطمئن، قدیم صالح اور جدید نافع کے حسین امتزاج کے ساتھ طلبۂ کرام کی ذہنی تعمیر اس کا مشن ہے، زمانہ کی نبض پر انگلی رکھ کر اصلاحِ مزاج کی کوشش اس کی انفرادیت ہے، اس کی علامۃ محمد بن طاہر اکیڈمی بحث وتحقیق کی ضمانت ہے تو رابطۂ ادب اسلامی کا اسٹیج ادب وثقافت کی علامت، مجلس تحفظ مدارس گجرات مدارس عربیۃ اسلامیہ کی مضبوط قیادت سے عبارت ہے تو موٴسسۃ الصحافۃ والنشر اسلامی صحافت کی روشن شہادت، آئی ٹی آئی انسٹی ٹیوٹ نونہالان قوم کو معاش کی راہیں عنایت کرتا ہے تو مولانا مدنی کالج دینی رنگ میں رنگے ہوئے عصری علوم کے ماہرین فراہم کرتا ہے، شفاخانہ المحمود مریضوں کی صحت یابی میں کوشاں ہے تو المحمود چیریٹیبل ٹرسٹ حاجت مندوں کی حاجت براری میں مصروف ہے۔

الغرض ۲۵ رسالہ مختصر سے عرصہ میں ملک وملت کی مختلف النوع خدمات کی یہ طویل فہرست دراصل جہاں قرن اول میں اس سرزمین پر تشریف لانے والے اور یہیں آسودۂ خواب ہونے والے صحابۂ کرام اور تابعینؒ کی برکتیں ہیں، وہاں عصر حاضر کے اولیاء اللہ اور

www.abulhasanalinadwi.org

صالحین کی دعاؤں اور توجہات کا ثمرہ ہے، الحمدللہ اسے شروع ہی سے خدا رسیدہ وبرگزیدہ بندوں کی دعائیں ملتی رہیں اور آج بھی اللہ والوں کے ہونٹوں پر ان کی سحرگاہی دعاؤں اور مخصوص اوقات کی آہوں میں اس کا نام جاری رہتا ہے۔ اساطین علم وفضل سال بسال بلکہ سال میں کئی بار اس کے صحن کو قدم رنجائی کا شرف عطا فرماتے ہیں اور مختلف علمی سمینار میں ملک وبیرون ملک کے ارباب فکروفن اس کے اسٹیج کو زینت بخشتے ہیں۔

انہیں نام ور ومقتدر شخصیات میں ایک نمایاں، منفرد وممتاز نام حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت فیوضہم کا ہے، حضرت والا کا جامعہ علوم القرآن سے تعلق ایک سرپرست اور مربی کی طرح والہانہ تعلق ہے۔ یہ تعلق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کی جامعہ تشریف آوری سے شروع ہوا اور آج تک کسی نہ کسی علمی، دینی، سماجی واصلاحی مناسبت سے باقی اور ترقی پذیر ہے۔ بہت کم ایسا ہوا کہ حضرت مولانا گجرات تشریف لائے ہوں اور جامعہ علوم القرآن کو اپنے قدوم میمنت سے محروم رکھا ہو، انہیں مواقع میں سے ایک موقع جامعہ علوم القرآن کے پچیسویں سال کی تکمیل پر مؤرخہ ۷رشعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق ۸رجون ۲۰۱۴م بروز اتوار منعقد ہونے والے سولہویں سالانہ تقسیم اسناد ودستار بندی کے اجلاس میں تشریف آوری کا موقع ہے، جس میں حضرت مولانا نے اپنے کلیدی خطاب میں علم کی اہمیت اور علماء ومدارس کے کردار پر جامع، پرمغز اور تفصیلی روشنی ڈالی تھی۔ مجمع میں کثیر مقدار میں موجود علماء کرام اور دانشور طبقے نے حضرت کے خطاب کی اہمیت کو محسوس کیا تھا اور خود میں بھی خطاب کے دوران یہ محسوس کر رہا تھا کہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اللہ والے سے کسی کا قوی تعلق اس سے نسبت استحادی پیدا کر دیتا ہے اور پھر یہاں تو حضرت کو

www.abulhasanalinadwi.org

شیخ ابوالحسن ندویؒ سے صرف اصلاح وتربیت ہی کا نہیں! خاندان وخون کا تعلق ہے۔ ہر آن وہر لمحہ صحبت ومعیت کا تعلق ہے، قدم بقدم اور موقع بموقع رہبری ورہنمائی کا تعلق ہے۔ باطن وظاہر اور فکر ونظر کا تعلق ہے، ان کے منظورِ نظر اور رفیق سفر وحضر ہیں، پھر ان میں حضرت مولانا مرحوم کے علوم ومعارف کیونکر منتقل نہ ہوں؟ پھر وہ حضرت مولاناؒ کی جانشینی کے مستحق کیونکر نہ ٹھہریں؟ پھر وہ حضرت مولاناؒ والی صفات وکیفیات کے حامل کیونکر نہ ہوں؟ پھر ان کی خطابت وکتابت میں حضرت مولاناؒ کی جھلک کیونکر پیدا نہ ہو؟ میں انہیں خیالات میں گم رہا اور دل ہی دل میں اس خطاب کو افادۂ عامہ کے لئے کتابچہ کی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ کرلیا، تاہم جامعہ میں ہر کام ترتیب وار انجام دیا جاتا ہے۔ یہ کام مؤسسة الصحافة والنشر کے پاس شائع ہونے کے لئے محفوظ تھا، اب جب کہ ترتیب میں اس کی باری آئی اور جامعہ کے فاضل اور جامعہ میں کمپوٹر کے امور کے ذمہ دار عزیزم مولانا شاکر بورسدی سلمہ نے اس قیمتی خطاب کو C.D. سے کاغذ پر ٹائپ کردیا ہے تو اس وقیع اور مفید خطاب کو اس کے مضامین کے پیش نظر "علم کی اہمیت اور علماء ومدارس کا کردار" کے عنوان سے شائع کیا جاتا ہے۔ ہم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت فیوضہم کے دل کی گہرائیوں سے شکر گذار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں امت کی جانب سے بہترین بدلہ عنایت فرمائے۔ حضرت کی جملہ ذمہ داریوں کے کاموں میں حضرت کی دست گیری فرمائے، اور حضرت کے سایۂ عاطفت کو عافیت تمام کے ساتھ امت پر دراز فرمائے۔ جامعہ علوم القرآن اور بندہ خود حضرت کے مخلصانہ تعلق کو اپنے لئے سرمایۂ اعزاز وافتخار سمجھتا ہے اور اس میں روز افزوں ترقی کے خواہشمند ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله ربّ العالمين، والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين ، خاتم النبيين محمد وعلىٰ آله وصحبه اجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدّين! اما بعد

ملائکہ کی شرکت وہم نشینی:

حضرات! یہ دیکھ کر مجھے بہت مسرت ہورہی ہے کہ آپ حضرات دین کی بات سننے کے لئے اتنی تعداد میں یہاں پر جمع ہوئے ہیں۔ جہاں پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور دین کی باتیں سننے کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں، وہاں فرشتے آجاتے ہیں اور وہ شریکِ مجلس ہوتے ہیں، اس لئے کہ ان کے مزاج میں یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں جہاں کہیں ہورہی ہوتی ہیں تو وہاں ان کو کشش معلوم ہوتی ہے، اور ان کو خوشبو نظر آتی ہے، معلوم ہوا کہ جیسے انسانوں کا یہ معاملہ ہے کہ کسی جگہ فائدہ دیکھنے لگتا ہے، خوش ہوتا ہے، اور فائدہ اٹھانے کا موقع ہوتا ہے بیٹھ جاتا ہے اور باتیں سننے لگتا ہے، یہی معاملہ فرشتوں کا بھی ہے، جہاں اللہ کی باتیں کی جارہی ہو، عمل کیا جارہا ہو، فرشتے آکر شریک مجلس ہوجاتے ہیں، تو یہ کہا جائے کہ آج آپ کی مجلس میں معلوم نہیں کتنے فرشتے آپ کے اگل بگل میں بیٹھے ہونگے اور وہ بھی شریک ہیں آپکے ساتھ اس مجلس میں تو غلط نہیں ہوگا۔ دنیا میں کوئی آدمی وزیر ہوتا ہے جو وضع رکھتا ہو، بڑھائی رکھتا ہو، ایسے لوگ اگر آپ کے پاس بیٹھے ہو تو آپ کو احساس ہوگا کہ ہمارے پاس وزیر صاحب بیٹھے تھے، ہمارے پاس فلاں لیڈر بیٹھے تھے، آپ کو احساس ہوگا کہ آپ

www.abulhasanalinadwi.org

کے بغل میں وزیر صاحب بیٹھے ہے۔اب آپ سوچو کہ آپ کے بغل میں فرشتے بیٹھے ہوں ،کتنے اعزاز کی بات ہے، کتنی خوشی کی بات ہے۔

مجالس میں روحانیت اللہ کے نام سے ہی ہوتی ہے:

یہ مجالس جو ہے،ان مجالس میں برکت وروحانیت جو ہوتی ہے وہ اللہ کے نام سے ہوتی ہے۔یہ سارا نظامِ کائنات جو چل رہا ہے، اللہ کے نام سے چل رہا ہے، اللہ کا نام ہے جو سنبھالے ہوئے ہے ساری کائنات کو۔ورنہ کائنات کے اندر کسی چیز میں اصلاً کوئی طاقت نہیں ،کوئی صلاحیت نہیں ہے۔اللہ کا نام ہے جو ان سب کو چلا رہا ہے، اسی لئے آتا ہے کہ جب دنیا میں دین اتنا مغلوب ہوجائیگا کہ کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا تو قیامت آجائیگی۔جب اللہ کا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہا تو دنیا کی کوئی قیمت نہیں، کوئی اس کی حیثیت نہیں، اللہ تعالیٰ دنیا کو ختم کردیگا کہ دنیا کا کیا فائدہ؟ اللہ کے نام کے ساتھ دنیا جوڑی ہوئی ہے ،اور قائم ہے ،اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کئے گئے ہیں قرآن میں۔ابھی آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیات پڑھی تھی اس پر غور کیجئے، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انبیاء علیہم السلام کے حالات بیان کئے ہیں تا کہ ہمارے لیے وہ مثال بنیں۔

آدمی دیکھکر سیکھتا ہے:

بھائیو! آدمی دیکھ کر سیکھتا ہے، بچپن ہی سے جب سے وہ پیدا ہوتا ہے اسی وقت سے سیکھنا شروع کردیتا ہے، اپنے ماں باپ کو دیکھتا ہے، گھر کو دیکھتا ہے، جو چیز نظر آتی ہے اس کو وہ جذب کرتا ہے، اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ آج گھر میں جو زبان بولی جاتی ہے، بچے وہ زبان سیکھ جاتے ہیں، ان کو پڑھائی نہیں جاتی ہے، آپ جتنے ہیں سب جانتے ہیں کہ آپ جو

www.abulhasanalinadwi.org

بولی بولتے ہیں وہ آپ نے سن کرسیکھی ہے۔ یہ جو عربی زبان کو باقاعدہ علم کے طور پر حاصل کی جاتی ہے، یہ اس لئے کہ عربی زبان ذریعہ ہے اللہ کے کلام کو سمجھنے کا، اللہ کا کلام اتنا بلیغ ہے، اتنا عظیم ہے کہ اس کو ہمارے لئے نصیحت کے طور پر اتارا گیا ہے، یعنی ہمیں اس سے نصیحت حاصل کرنی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر بڑا احسان فرمایا کہ ہمیں ایک استاذ عطا فرما دیا، ایسا استاذ کہ جو برابر قائم رہے۔

قرآنی استاذ اور اس کی حفاظت :

آج جو یہ مدرسوں میں اور تعلیم گاہوں میں استاذ ہوتے ہیں، ان سے آپ چند سال پڑھ لیتے ہیں، اور چند سال کے اندر تھوڑے وقت کے لئے آپ فائدہ اٹھاتے ہیں، ایک قرآن مجید اللہ نے ایسا استاذ عطا فرمایا ہے ہمکو، ایسا استاذ کہ جو قیامت تک رہیگا، قیامت تک کیسے رہیگا؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ فرمایا: ﴿إِنَّا نحن نزّلنا الذّكر وانَّا له لحافظون ﴾ ہم نے یہ نصیحت کی کتاب اتاری ہے، ہم اس کی حفاظت کریں گے، حفاظت کا وعدہ اس لئے فرمایا کہ اس سے پہلے جو کتابیں اللہ نے نازل فرمائی اس کو ان لوگوں کی نصیحت کے لئے اتاری، انہوں نے اس سے نصیحت تو حاصل کی، لیکن بعد میں آنے والی نسلوں نے اس کو نظر انداز کر دیا، اور وہ اس کے خلاف عمل کرنے لگے۔ اور اتنا خلاف عمل کیا کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجنا بند کر دیا کہ یہ لوگ اس لائق نہیں ہے کہ ان کو نصیحت کی جائے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ دنیا کو اسی وقت ختم کر دیتا تو کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ حدیث شریف میں آتا ہے: اللہ تعالیٰ نے زمین پر نظر ڈالی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ کیا معاملہ کیا بنی اسرائیل نے، اور ان سے پہلے زکریا کے ساتھ کیا، ان کو شہید کر دیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی ان کے نزدیک شہید کر دیا، ہمارے نزدیک

www.abulhasanalinadwi.org

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا۔ تو اللہ کو غصہ آیا، اللہ کچھ ناراض ہوئے کہ بجائے اس کے کہ نصیحت حاصل کریں، یہ الٹا اس کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ تو جو چاہے ہو، چاہے یہ برباد ہو، تباہ ہو کوئی پرواہ نہیں۔

آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت:

تو اللہ چاہتا تو اس وقت دنیا کو ختم کر دیتا تو کچھ تعجب کی بات نہیں تھی، لیکن اللہ تعالیٰ کو رحم آیا اور اس نے آخری رسول عطا فرمایا اور ان کو آخری کتاب عطا فرمائی، اور اللہ تعالیٰ نے ایسی خصوصیات عطا فرمائی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قیامت تک کے لئے ان کی رہنمائی قائم رہیگی، قائم رہنے کی دو شکلیں ہوتی ہے، ایک تو وہ چیز باقی رہے، آپ اس کو دیکھتے رہیں، آپ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں، دوسرا اس کے اثرات باقی رہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اثرات کو باقی رکھا جو ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ذریعہ حاصل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وما ینطق عن الهوی إن هو الا وحی یوحی ﴾ کہ آپ جو بات کہتے وہ اپنی طرف سے اپنی خواہش سے نہیں کہتے، بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کو سکھاتا ہے وہ بات کہتے ہیں۔ اسی طریقہ سے حدیث شریف جو ہے قرآن مجید کے بعد اس کا درجہ ہے، وہ مرجع ہے اللہ کی مرضی جاننے کا، اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو ہدایت عطا فرمائی ہے وہ حاصل کرنے کا وہ ذریعہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ہمارے لئے ایک معلم بنایا ہے۔ ایسا دائمی معلم کہ پہلے تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معلم بنایا۔

عربوں کا امّی ہونا:

آپ سب جانتے ہیں کہ عربوں میں تعلیم نہیں تھی، امّی تھے۔ امّی کا مطلب یہ کہ ماں

www.abulhasanalinadwi.org

سے جو کچھ لیکر آئے تھے وہ ہی ان کے پاس تھا۔ کسی استاذ سے، کسی مدرسہ سے، کسی کتاب سے انہوں نے نہیں حاصل کیا تھا۔ تعلیم کیسی ہوتی ہے، کتاب سے ہوتی ہے، استاذ کے ذریعہ سے ہوتی ہے، تو نہ ان کو کوئی استاذ ملا تھا نہ کوئی کتاب ملی تھی نہ کوئی درسگاہ میں پڑھا تھا۔ ان کے پاس جو کچھ معلومات تھی اور جو کچھ ان میں صلاحیت تھی وہ ان کی فطری تھی، ماں سے لیکر جو آئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کو ان میں پیدا فرمایا، اور اس کی مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ آدمی جس سے کچھ سیکھتا ہے، جس کتاب سے سیکھتا ہے، جس استاذ سے سیکھتا ہے، اس کی باتیں بھی سیکھ لیتا ہے، یعنی اس سے علم حاصل کرتا ہے اور خود اس کا جو خیال ہے اور اس کی جو چیزیں ہے وہ بھی سیکھ لیتا ہے۔ اس سے جو کچھ علم حاصل کرتا وہ یعنی انسان کا علم مرکب ہوتا ہے، ایک وہ جو واقعی معلومات ہے، جس کی معلومات حاصل کی، اس کی چیزیں بھی اس میں آجاتی ہے، وہ علم مرکب ہوتا ہے۔ تو جو بھی نبی ہوتا اگر عرب امی نہ ہوتے تو ان کے پاس یونان، ایران اور روم کا علم ہوتا، وہاں جو تعلیم گاہیں تھی، وہاں جو علم تھا، جو تمدن تھا، جو معلومات تھی وہ سیکھتے تو گویا مخلوق کا علم آجاتا۔ اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا ایسی قوم کا جو ان چیزوں سے متاثر نہ ہوئی ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مبعوث کرتا تھا ایسے نبی کو جو اور سے کچھ نہ لے، کسی اور سے متاثر نہ ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو استاذ عطا فرمایا، کون استاذ عطا فرمایا؟ وحی الٰہی یعنی قرآن مجید اور وہ وحی غیر متلو۔ اس کے ذریعہ سے آپ کی تعلیم ہوئی۔ قرآن مجید آپ کا معلم بنا، آپ کو اس سے پہلے کوئی معلم اللہ نے نہیں دیا۔ آپ کو نبوت عطا فرمائی تو معلم دیا۔ تو معلم کیا؟ قرآن مجید اور وحی غیر متلو۔ حضرت جبرئیل آتے تھے وحی لیکر، تو آپ کو اوپر کے استاذ کا علم حاصل ہوا۔ آسمان کا صحیفہ آپ کو ملا، دنیا والوں سے نہیں لیا آپ نے، اللہ کی طرف سے علم

www.abulhasanalinadwi.org

دیا گیا اور وہ آپ کو حاصل ہوا۔ اور علم بھی اللہ نے وہ دیا جس میں انسان کی فلاح ہے۔ حضور ﷺ کے معاملات میں دیکھئے، قرآن مجید پڑھئے، جگہ جگہ حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ تم ایسا کرو اور ایسا نہ کرو۔ استاذ کا کام ہے قرآن مجید کے ذریعہ سے اور وحی کے ذریعہ سے آپ کو وہ فائدہ پہونچائیں جو اللہ نے عطا فرمایا، تو قرآن مجید آپ کا معلم بنا۔ آپ کو خود اپنی کتاب سے معلم عطا فرمایا دیا، اور ظاہر ہے کہ معلم کا کام کیا ہوتا کہ وہ اپنے طلبہ کو وہ علم عطا کرے کہ جس علم کی ضرورت ہوتی ہے۔

علم کیا ہے؟:

علم معلومات کو کہتے ہیں اور معمولی چیزیں بھی علم میں داخل ہوتی ہے اور اہم چیزیں بھی علم میں داخل ہوتی ہے، اور معلومات اتنی ہے ہم لوگوں کے لئے دنیا میں کہ اگر ہم ایک علم پر بھی اپنی پوری زندگی صرف کردیں تو زندگی پوری ختم ہوجائیگی وہ علم پورا حاصل نہیں ہوگا، تو ہوتا کیا ہے کہ ہم اپنی ضرورت کا علم حاصل کرتے ہیں جتنی ہم کو ضرورت ہوتی ہے، جس کا ہم کو واسطہ پڑا ہوتا ہے، جس سے ہمیں کام لینا ہے اتنا علم ہم حاصل کرتے ہیں اور اس سے ہم اپنی زندگی چلاتے ہیں۔

علم کی دو قسمیں:

علم کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ علم ہے کہ جو انسان خود اپنی محنت سے حاصل کرتا ہے، اپنے استاذ سے حاصل کرتا ہے، استاذ کی محنت سے حاصل کرتا ہے۔ دوسرا وہ علم جس سے ساری دنیا چل رہی ہے، ساری ترقیات چل رہی ہے۔ یہ سب جو تہذیب وتمدن دیکھ رہے ہیں اور ترقیات دیکھ رہے ہیں، یہ وہ ہیں جو انسان اپنی کوشش سے اور اپنے تجربہ اور مجاہدہ سے

www.abulhasanalinadwi.org

اور اپنے استاذ سے حاصل کرتا ہے۔ ایک وہ علم ہے جو انسان کے بس کا نہیں، جس کو علم غیب کہتے ہیں۔ علم غیب ہمارے لئے اصلاً ہماری نجات کے لئے، ہماری کامیابی کے لئے علم غیب کی ضرورت ہے۔ یہ علم جس سے ہم دنیاوی فائدہ اٹھا لیتے ہیں، اپنے جسم کا فائدہ اٹھا لیتے ہیں، لیکن اس کے بعد ہمیں جو دوسری زندگی موت کے بعد کی ملیگی، خود اس زندگی کے اندر صحیح طور پر ہم زندہ رہیں یہ علم ہم کو علم غیب سے حاصل ہوتا ہے۔ اور علم غیب اللہ نے ہم کو قرآن مجید کے ذریعہ سے اور حدیث شریف کے ذریعہ سے دیا ہے۔ آپ خود نہیں حاصل کر سکتے تھے۔ اپنی کوشش سے نہیں حاصل کر سکتے تھے، وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے تاکہ ہمیں نجات حاصل ہو، تاکہ ہم کامیاب ہوں، تاکہ ہم ناقص نہ رہیں تاکہ ہم دنیوی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ یہ علم والے علم رکھتے ہیں، صرف اتفاق رکھتے ہیں، انسانی علم پر اتفاق رکھتے ہیں، اور وہ علم حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے جو اللہ نے غیب سے عطا فرمایا ہے، تو آپ دیکھئے، وہ بکواس ہے۔

ترقیات کے باوجود بے چینی:

تمدن کی برائیاں ان کو معلوم نہیں، آپ معلوم کریں کہ تمدن والے ساری ترقیات کے باوجود، کہ ان کی کیا حالت ہے، کس بے چینی میں مبتلا ہے، کن خرابیوں میں ہے اور کن مصیبتوں میں ہیں، جو اندر کی ہے، جو اندر کے سکون سے تعلق رکھتی ہے، اندر کے اطمینان سے تعلق رکھتی ہے، اس کو معلوم کر کے حیران رہ جائیں گے کہ کتنی تکلیف اور پریشانی میں ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کو دور کرنے کے لئے جس علم کی ضرورت ہے وہ علم غیب ہے۔ وہ لوگ علم غیب کو مانتے نہیں ہے تو اندر سے پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور آخرت میں جو اس کا نتیجہ ہوگا وہ بہت خراب ہوگا۔ اس لئے علم کی دو قسم ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

علم غیب دائمی کامیابی کا ذریعہ:

آپ کے لئے خوشی ومسرت کی بات ہے کہ آپ وہ علم حاصل کرر ہے ہیں جو علم غیب سے تعلق رکھتا ہے، جو کامیابی کا ذریعہ ہے، جو اللہ کے عطا کردہ استاذ سے حاصل کرر ہے ہیں، یعنی قرآن مجید سے حاصل کرر ہے ہیں، اور وحی الٰہی جو کہ غیر متلو ہے، یعنی حدیث شریف، اس سے حاصل کرر ہے ہیں۔ تو قرآن مجید اور حدیث شریف سے آپ کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ انسان کی دائمی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ یہ جو دنیا کا علم حاصل کرتے ہیں، وہ بھی کامیابی کا ذریعہ ہے لیکن وہ عارضی کامیابی ہے۔ جب تک زندہ ہیں اس سے تھوڑا بہت فائدہ اٹھالیں۔ موت کے بعد یہ علم کام نہیں دیگا۔ مرنے کے بعد آدمی کسی چیز کو اپنے ساتھ نہیں لے جائیگا، نہ مکان لیکر جائیگا نہ دولت لیکر جائیگا اور نہ راحت کا سامان لیکر جائیگا۔ سیدھا سیدھا جائیگا اور وہاں وہی علم کام آئیگا جو غیب کے واسطے سے تعلق رکھتا ہے، جو قرآن وحدیث کے واسطے سے انسان کو ملا ہے۔ تو ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں اس بات پر کہ آپ اُس علم کو حاصل کرتے ہیں، اور دلچسپی کے ساتھ اس کو حاصل کرر ہے ہیں جو کامیابی کا ذریعہ ہے، دائمی کامیابی اس سے ملے گی۔ ہمیشہ ہمیش کی کامیابی، الحمدللہ وہ علم آپ حاصل کرر ہے ہیں۔

علم غیب کا تقاضا:

تو اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ علم کو عملی بنایا جائے، عملی بنانے کا مطلب یہ ہے کہ عمل میں لایا جائے۔ جیسے اللہ نے آپ کو دولت دی، آپ کے پاس بہت دولت ہے مگر آپ تجوری میں رکھ دیں، آپ اس کو استعمال نہیں کرر ہے ہیں اور خرچ نہیں کرر ہے ہیں تو کیا ہوگا وہ دولت آپ کے لئے بیکار ہے۔ وہ نہ ہو تو کیا اور ہو تو کیا؟ دونوں باتیں برابر ہو جائیگی، کیوں کہ

www.abulhasanalinadwi.org

استعمال نہیں کررہا ہے۔علم کا معاملہ بھی یہی ہے کہ علم جو آدمی کو حاصل ہوتو اس کو عملی بنائیں،یعنی اس سے فائدہ اٹھائیں۔اب یہ علم جو آپ کو قرآن مجید سے حاصل ہوتا ہے وہ ہماری زندگی کو سنوارنے اور بنانے کا ذریعہ ہے۔ہمارے دل کو سکون دینے اور کامیاب کرنے کا اور اطمینان دلانے کا ذریعہ ہے،لیکن کب جب ہم اس کو عملی بنائیں،یعنی عمل میں لائیں اس کو، جو ہدایات کی گئی ہیں، جو رہنمائی کی گئی ہیں، جو اچھا برا بتایا گیا ہے کہ یہ اچھا ہے یہ برا ہے،اس کو جب عمل میں لائیں گے تو ہی ہمکو اس کا فائدہ ہوگا ورنہ علم کو صرف اپنی یادداشت میں رکھنا، کتابوں میں بند رکھنا، یہ علم کو بیکار کردینا ہے،اور علم سے فائدہ نہیں اٹھانا ہے۔تو جیسے دولت کی بات ہم نے آپ سے کہی کہ تجوری میں کتنی ہی رقم رکھی رہے اگر آپ اس کو استعمال نہیں کرتے تو آپ کو کچھ کام نہیں آسکتی،سوائے یہ کہ آپ خوش ہورہے کہ ہمارے پاس اتنی دولت ہے، اس دولت کا فائدہ کیا ہے؟اس دولت کو جب آپ استعمال نہیں کریں گے،آپ کو فائدہ نہیں ہوگا۔

بے عملی نقصان دہ ہے:

اسی طرح علم کا معاملہ بھی ہے کہ جو علم آپ نے حاصل کیا ہے یا حاصل کریں گے،اگر آپ اس کو استعمال نہیں کرتے، عمل میں نہیں لاتے تو علم بیکار ہے آپ کے لئے، بلکہ وہ نقصان دہ بھی ہے۔اس لئے کہ وہ ہمارے خلاف دلیل بنیگا۔یہ کہا جائیگا کہ تم کو جو یہ بات معلوم تھی اس پر تم نے عمل کیوں نہیں کیا۔ہمارے پاس کیا جواب ہوگا۔ہم سے پوچھا جائیگا کہ تم کو بتایا گیا تھا کہ سچ بولنا، جب تمہیں معلوم تھا کہ سچ بولنا اچھا کام ہے تو کیوں سچ نہیں بولے؟

www.abulhasanalinadwi.org

تم سے کہا جائیگا کہ تم جو علم حاصل کرتے ہو وہ اللہ کی رضا کا سبب ہے، اس سے جنت حاصل ہوتی ہے، جب تمہیں معلوم تھا تو تم نے عمل کیوں نہیں کیا؟ وہ ہمارے خلاف حجت بنیگا۔

قرآن مجید آدمی کے لئے مفید بھی اور اس کے خلاف حجت بھی:

اس لئے قرآن مجید کے بارے میں آتا ہے وہ آدمی کے لئے مفید بھی ہے اور اس کے خلاف حجت بھی بنیگا۔ جو لوگ قرآن مجید کا علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل نہیں کرتے تو قرآن ان کے خلاف حجت ہوگا یعنی دلیل بنے گا اس بات کی کہ تجھ کو معلوم تھا پھر بھی عمل نہیں کیا۔ آپ سے بتا دیا گیا ہے کہ آگے گڑھا ہے، سنبھل کر چلو تو تم کیوں سنبھل کر نہیں چلے؟ تم نے بات نہیں مانی۔ تم سے کہا گیا تھا کہ اندھیرا ہے، تمہیں معلوم ہے آگے گڑھا ہے، سنبھل کر چلو، کہیں گڑھے میں نہ گر جاؤ، پھر بھی آپ اکڑتے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور کوئی پروا نہیں ہے پھر گڑھے میں گر گئے تو کیا کہا جائیگا؟ اچھا ہوا کہ اس کو سزا ملی، اس کو بتا بھی دیا گیا تھا کہ گڑھا ہے پھر کیوں احتیاط نہیں کیا۔

اللہ اور رسول کی باتوں میں احتیاط:

اللہ اور اس کے رسول کی بتائی باتوں میں احتیاط جو بتائی گئی ہے اسی کو تقوی کہتے ہیں۔ تقوی کا مطلب یہ ہے کہ آپ دیکھ بھال کر چلیں کہ کہیں میرا عمل اللہ کی رضا کے خلاف تو نہیں ہے، کوئی کام کرنے جاتے ہیں تو سوچیں کہ اللہ کی رضا کے خلاف تو نہیں؟ اس سے ہمیں آخرت میں کوئی نقصان تو نہیں ہوگا؟ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی تو نہیں ہوگی؟ اس کو دیکھ کر ہم کریں، یہ تقویٰ ہے۔ تو بھائیو! اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ قرآن مجید میں دیکھ لیجئے، قرآن مجید کتاب ہدایت ہے، معلم ہے، وہ ہم کو سیکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ تمہارے لئے

www.abulhasanalinadwi.org

کیا چیز مفید ہے کیا چیز تمہارے مضر ہے۔ کیا اچھا ہے کیا برا ہے۔ حضور ﷺ کو بھی یہی معلم ملا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس معلم کو قائم رکھا۔ قیامت تک کے لئے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا تاکہ آپ کے ماننے والے سب اس معلم سے فائدہ اٹھائیں۔ قرآن مجید ہمارے لئے معلم ہے۔ اسی طرح حدیث شریف بھی، جو اللہ کے کلام کی نقل ہے، نیابت ہے، وہ بھی ہمارے لئے معلم ہے۔ تو اللہ نے ہم کو دو معلم دیئے، غیب سے دیئے۔ اور یہ ہم اپنی عقل سے نہیں عبرت حاصل کر سکتے تھے جو غیب کی باتیں ہم کو اللہ نے بتائی۔

عربی سیکھنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے اسے حاصل کرنا:

بھائیو! آپ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ قرآن وحدیث کا علم حاصل کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ دوسرے علوم بھی حاصل کر رہے ہیں وہ بھی قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے معاون ہیں۔ اس لئے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اس میں ایسے ایسے پہلو ہیں، معجزاتی پہلو، اس کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے آدمی کو ذہانت اور صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلی صلاحیت یہ کہ آپ عربی اچھی طرح جانتے ہو کیوں کہ وہ عربی زبان میں ہیں، تو عربی اس لئے پڑھائی جاتی ہے کہ آپ قرآن وحدیث کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھ سکیں اور فائدہ اٹھائیں اور عربی سیکھنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے جیسے نحو وصرف یہ سب پڑھنا ہوتا ہے تاکہ آپ قرآن وحدیث سے ٹھیک طریقے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے استفادہ کریں۔ الحمد للہ اس کا انتظام آپ کی درسگاہ میں ہے اور دوسری درسگاہوں میں بھی ہیں۔ آپ یہاں اس لئے آئے ہیں کہ قرآن وحدیث کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ پھر یہ کہ عربی تنہا اپنی فہم سے نہیں بلکہ اپنے اساتذہ کے توسط سے اور ان کی رہنمائی میں ان کو سمجھیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن کی صحیح فہم کے لئے استاذ کی ضرورت:

آپ دنیا میں دیکھیں گے کہ جس نے بغیر استاذ کی رہنمائی کے قرآن مجید کو پڑھا وہ بہک گئے اور صحیح راستہ سے بھٹک گئے ہیں۔اور جن لوگوں نے قرآن وحدیث کو صحیح اساتذہ سے پڑھا جو خالص ہو اور اس فن میں مہارت رکھتے ہو اور تقوی بھی ان میں ہو تو آپ بہکنے سے بچ جائیں گے، آپ غلط سمجھنے سے بچ جائیں گے۔

اس لئے بھائیو! سمجھ سمجھ میں فرق ہوتا ہے ایک معمولی سی مثال ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک بڑا آدمی ایک لڑکے کو مار رہا ہے آپ نہیں جانتے کہ وہ کون ہے؟ اب آپ سوچیں گے کہ یہ بڑا ظالم ہے۔ بہت ہی دردناک طریقہ سے مار رہا ہے اور غصہ سے ڈانٹینگے کہ کیوں مار رہا ہے؟ لیکن چونکہ آپ کو یہ نہیں معلوم بڑا آدمی کون ہے اور وہ بچہ کون ہے؟ ہو سکتا ہے باپ بیٹا ہو۔ ہو سکتا ہے استاذ شاگرد ہو۔ ہو سکتا ہے کہ دوست دشمن بھی ہو۔ اب جو بات بھی ان میں ہوگی اس سے مطلب بدل جائے گا۔ اگر باپ بیٹے کو مار رہا ہے، تو کیوں مار رہا ہے؟ ظاہر ہے کہ ظلم نہیں کر رہا ہے، بیٹے سے محبت ہوتی ہے۔ باپ بیٹے کو ظالمانہ طور پر تھوڑی مارے گا۔ لیکن اگر غیر ہے تو آپ کہیں گے کیوں مار رہا ہے؟ کیا حق ہے اس کو مارنے کا؟ اگر استاذ شاگرد کو مار رہا ہے تو آپ سوچیں گے کہ اس میں کوئی علمی غلطی ایسی ہوئی ہوگی کہ اس کو تنبیہ کی ضرورت ہے، اس لئے استاذ اس کو مار رہا ہے۔ فرق ہوگا کہ نہیں ہوگا؟ تو جب آدمی استاذ کے ذریعہ سے اور ماہر فن کے ذریعہ سے علم حاصل کرتا ہے تو بات کو صحیح سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ورنہ وہ غلط بات سمجھتا ہے۔ اس لئے آپ دیکھو گے کہ قرآن وحدیث کو بغیر اساتذہ کے حاصل کیا، عربی دانی سے اس کو پڑھ لیا، کوئی استاذ جو قرآن وحدیث کا ماہر ہو وہ نہیں ملا تو اس

www.abulhasanalinadwi.org

سے غلطیاں ہوئی ہیں۔تاریخ میں اس کی مثالیں ہیں۔ڈھونڈھنے سے مل جائیگی۔ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو منحرف ہو گئے، حالانکہ انہوں نے قرآن مجید کا بہت مطالعہ کیا۔ایک صاحب ہمیں ملے وہ کہنے لگے کہ مولانا میں قرآن مجید پڑھتا ہوں اور روتا ہوں، ان کے متعلق معلوم تھا کہ وہ غلط مطلب سمجھ جاتے ہیں، اس لئے کہ کسی اچھے استاذ سے اس کو حاصل نہیں کیا۔تو آپ لوگوں کو یہ خصوصیت اور شرف حاصل ہے کہ آپ اچھے اساتذہ سے قرآن وحدیث کا علم حاصل کر رہے ہیں۔یہ جو آپ علم حاصل کر رہے ہیں وہ قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، گویا کہ آپ جو کچھ پڑھ رہے ہیں قرآن فہمی کے لئے پڑھ رہے ہیں، حدیث فہمی کے لئے پڑھ رہے ہیں۔اس کے بعد انشاء اللہ آپ میں وہ صلاحیت پیدا ہوگی کہ آپ حدیث وقرآن کو پھر براہ راست سمجھنے کے قابل ہو جائینگے۔

علم کی مثال دولت کے مانند ہے:

علم جو آپ کو ملا ہے دولت کے مانند ہے، دولت کو استعمال میں نہیں لاتے تو بیکار ہے۔
قرآن مجید کا علم آپ کو حاصل ہو گیا، اللہ کے احکام معلوم ہو گئے، اچھے برے کا فرق معلوم ہو گیا، اس کے بعد آپ کو استعمال نہیں کرتے، حق بات نہیں اختیار کرتے، باطل سے بچ نہیں رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے علم حاصل کیا وہ آپ کا بیکار گیا۔اس سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔اور ایسا ہوتا ہے بعض لوگ پورا علم دین حاصل کرتے ہیں اور دنیا میں ایسے رچ بس جاتے ہیں کہ وہ سارا علم ان کا بیکار ہو جاتا ہے۔اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اپنے علم کو عملی بنائیے:

اب آپ لوگ علم حاصل کر رہے ہیں تو اس علم کو عملی بنانے کی ضرورت ہے۔عملی کیسے

www.abulhasanalinadwi.org

بنیگا ؟ یا تو آپ معلم بنیں اور اس علم سے دوسروں کو فائدہ پہونچائیں یا داعی بنیں اور علم کو دوسروں تک پہونچائیں اور دوسروں کو سیکھائیں تو یہ علم کا صحیح استعمال ہوا۔ خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل ترغیب دینے کی آپ کوشش کریں، اس علم کو آپ پھیلائیں تب آپکا علم مفید ہوا۔ اور اگر علم حاصل کرنے کے بعد آپ نے اس کو ایک طرف رکھ دیا، تجوری میں بند کر دیا یہ جو تجوری آپ کے دماغ میں ہے تو گویا کہ علم دماغ میں تو آگیا، لیکن آپ اس کو نکالتے نہیں، استعمال نہیں کرتے تو کیا فائدہ؟ تو اس بات کو دھیان میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو توفیق دی کہ آپ علم دین حاصل کریں تو اس علم دین کو آپ استعمال بھی کریں۔ خود بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچائیں تو آپ کامیاب رہیں گے، ورنہ صرف ناکام ہی نہیں ہوگا بلکہ آپ سے قیامت میں اللہ کے سامنے جواب دہی ہوگی کہ ہم نے تم کو علم عطا کیا تھا، ہم نے تم کو موقع دیا تھا کہ تم کو علم دین حاصل ہو جائے، تم نے اس کو حاصل کیوں نہیں کیا اور اس پر عمل کیوں نہیں کیا؟ تمہارے خلاف حجت بن جائیگا۔ اس لئے آپ اللہ کا شکر ادا کریں اور شکر یہی ہے کہ جو آپ علم حاصل کر رہے ہیں اس علم سے آپ دوسروں کو بھی فائدہ پہونچائیں اور خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اس وقت اس بات کی ضرورت بہت زیادہ ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے واقعات میں رہنمائی:

آپ نے انبیاء علیہم السلام کی باتیں پڑھی اور قرآن میں آپ پڑھیں گے، انبیاء کے قصے بیان کیے گئے ہیں، قوموں کے قصے بیان کیے گئے ہیں۔ اس میں کیا بات بتائی گئی ہیں۔ قصہ کہانی نہیں ہے وہ، وہ تو رہنمائی کے لئے ہیں کہ دیکھو ایسا ایسا لوگوں نے کیا ہے تو تم نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

کر سکتے وہ غلطی، انہوں نے غلطیاں کی ہے، تم وہ غلطیاں نہیں کر سکتے، ورنہ ان کو جو سزا ملی تھی تم کو بھی وہ سزا مل سکتی ہے، خاص طور پر بنی اسرائیل کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا اعزاز عطا فرمایا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تھے، اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قبول کرلیا تھا، فرمایا: واتخذ الله ابراهيم خليلا، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنا لیا، کتنی بڑی بات ہے اللہ تعالیٰ ان کو دوست کہہ رہے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد پر بھی کرم فرمایا، اولاد کو بھی بہت اونچے درجات عطا فرمائے اور یہ بھی کہا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو ہم نے اتنا اعزاز دیا ہے وہ یونہی نہیں ہے، بلکہ سمجھ بوجھ کر کے دیا ہے۔ لیکن وہی بنی اسرائیل جب انہوں نے نافرمانیاں کیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے اس وقت نافرمانیاں کیں جب علم آچکا تھا، تورات آچکی تھی اس کے بعد بھی انہوں نے نافرمانیاں کی۔ ان کو جب بتا دیا گیا کہ یہ اچھا ہے یہ برا ہے پھر بھی نہیں مانا تو فرمایا کہ ہم ان کو ذلیل کر دینگے۔ اب یہ ہمیشہ کے لئے ذلیل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کی کسی سے کوئی رشتہ داری نہیں:

اللہ تعالیٰ کی کسی سے کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔ فرمایا: ﴿ليس بامانيكم ولا اماني اهل الكتاب من يعمل سوء يجز به﴾ نہ تمہاری خصوصیت ہے، نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلے گا اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے کام چلیگا، جو برا کام کریگا اس کو سزا ملے گی۔ یہ کیوں کہا، قرآن مجید نے کیوں فرمایا، تاکہ یہ قیامت تک لوگوں کے سامنے رہے۔ قیامت تک لوگ سمجھیں اس بات کو کہ اللہ تعالیٰ کی کسی کے ساتھ کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔ عمل کرو گے تو اللہ تمہیں نوازیگا، عمل نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دیگا۔

www.abulhasanalinadwi.org

وقت کی اہم ضرورت :

اس وقت مسلمانوں کی صورتِ حال بہت قابل فکر ہے اور اس کے لئے بڑی ضرورت ہے کہ ایسے لوگ تیار ہو، جو لوگوں کو متنبہ کریں اور لوگوں کو صحیح راستہ پر لانے کی کوشش کریں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ ورنہ غلط رہنمائی ہوگی۔ دیکھئے! آج بہت سے لوگ اہل بدعت ہے، طرح طرح کی چیزیں گڑھ لی ہے اور اس کو یہ لوگ اچھے کام سمجھتے ہیں۔ ان کے سمجھ لینے سے وہ کام اچھے تھوڑے ہی ہو جائیں گے، اچھے وہ ہے جو قرآن وحدیث کی روشنی میں اچھے ہوں۔ جو کام قرآن حدیث کے مطابق ہیں وہ اچھے کام ہیں اور جو کام قرآن وحدیث کے مطابق نہیں، آدمی نے اس کو اپنے دماغ سے اچھا بنالیا ہے چاہے وہ دیکھنے میں کتنے ہی اچھے معلوم ہوتے ہوں وہ اچھے نہیں ہیں، اس وقت مسلمانوں کے حالات بہت قابل فکر ہیں اور ڈرنے کے ہیں، تاریخ بتاتی ہے ہم کو کہ مسلمان کئی مرتبہ ان حالت سے گذرے ہیں کہ ان کو سزائیں ملی، بغداد کی تباہی ہے، اندلش کی تباہی ہے۔ یہ سب یونہی تھوڑی ہوئی ہے بلکہ حالات بہت خراب ہو گئے تھے۔ اللہ کی نافرمانی بہت بڑھ گئی تھی تو اللہ نے انہیں سزا دی، تو کسی کا استثناء نہیں ہے، ہم لوگوں کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ ہماری دینی حالت ایسی ہو کہ اللہ کے عذاب سے ہم محفوظ رہیں، اللہ کی پکڑ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو نواز دے، اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت رحم ہے، جود وسخا ہے وہ بندے کو دیکھتا ہے کہ بندہ اللہ کی رضا کے کام کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو برکتوں سے نواز دیتے ہیں۔ اس کو نعمتوں سے نواز دیتا ہے، لیکن اگر اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا، جب انسان نافرمانی میں حد سے بڑھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہماری ذمہ داری:

بھائیو! آپ لوگوں پر بڑی ذمہ داری ہے، ایک طرف تو آپ کو اللہ کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ اس نے آپ کو ایسے راستہ پر ڈالا جہاں اس کی رضا حاصل کرنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے، اللہ نے ہم کو رہنمائی دی ہے ہم جو فائدہ اٹھا سکتے ہیں دوسرے نہیں اٹھا سکتے، یہ تو اللہ کے شکر کی بات ہے پھر صرف شکر ادا کرنا کافی نہیں ہے۔ ذمہ داری عائد کی ہے۔ ذمہ داری یہ ہے کہ ہم خود عمل کریں اور دوسروں کو بھی بتائیں تا کہ وہ صحیح راستہ سے ہٹے نہیں اور وہ لوگ وہ طریقہ حاصل کرے جس سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے، اللہ کی رضا حاصل ہوگی تو زندگی سنور جائیگی، اور برکت پیدا ہو جائیگی۔ جب برکت ہوتی ہے تو آدمی کے دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ اندر کی روح مطمئن ہوتی ہے۔ تو اندر کی جو تکلیف ہے ظاہر اس کو دیکھ کر پتہ نہیں چلتا لیکن اس سے پوچھو جس کو تکلیف ہے کہ وہ کیسی اذیت میں ہوتا ہے۔ اگر اللہ کی خوشنودی نہ ہو تو دل کو سخت اذیت ہوتی ہے، اور اللہ کی خوشنودی حاصل ہو تو برکت حاصل ہوتی ہے، دل کا سکون حاصل ہوتا ہے۔ لیکن آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اللہ نے آپ پر یہ کرم فرمایا کہ آپ کو قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے کا موقع عطا فرما دیا۔ جب آپ کو اس راستہ پر ڈال دیا تو آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوگئی کہ آپ قرآن مجید کے علم کو صحیح طریقہ سے حاصل کریں یہ پہلی ذمہ داری ہے۔ دوسری ذمہ داری یہ کہ خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو پہنچائیں۔ اور لوگوں کو صحیح راستہ پر لانے کی کوشش کریں۔ اس میں اللہ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی اور آپ کو کامیابی بھی حاصل ہوگی۔

میں اس سے زیادہ عرض کرنا مناسب نہیں سمجھتا اور میں خود اقرار کرتا ہوں کہ اتنے بڑے مجمع کو میں کیسے چلا سکتا ہوں، محض اللہ کا فضل ہے۔ اللہ کے نام پر جمع ہونے کے دو

www.abulhasanalinadwi.org

فائدے ہیں، ایک تو فرشتوں کی صحبت حاصل ہوئی۔دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی کہ اللہ کے نام کے لئے جمع ہوئے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔یہاں آنے کو قبول فرمائے اور اس مدرسہ کے منتظمین کو بھی اجر عطا فرمائیں کہ انہوں یہ انتظام کیا ورنہ اتنے لوگ جمع نہ ہوتے اور علم کا چرچا نہ ہوتا کہ جتنے لوگ فارغ ہوئے انہیں سندیں ملیگی، ان کو یہ اعزاز ملا کہ اللہ کا علم انہوں نے حاصل کیا ہے۔اللہ کی بتائی ہوئی باتیں انہوں نے حاصل کی ہے، یہ ان کو اعزاز ملا ہے۔یہ منتظمین کا احسان ہے، ہمیں ان کا احسان ماننا چاہیئے، ہمیں اپنے استاذوں کا احسان ماننا چاہیئے کہ جن سے آپ نے یہ علم حاصل کیا۔منتظمین کا احسان ماننا چاہیئے کہ انہوں نے علم حاصل کرنے کا موقع دیا، جو موقع آپ کو نہیں مل سکتا تھا، تو یہ حضرات آپ کے شکر کے مستحق ہیں، انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ان کو اجر عطا فرمائیگا۔

حقیقت یہ تھی کہ آپ حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب کی نصیحت کو آپ سنتے، صرف آپ ہی نہیں بلکہ ہم سنتے اور فائدہ اٹھاتے۔گجرات میں ان کی شخصیت اللہ والی اور بزرگ شخصیت ہے۔آپ لوگ ان سے جو فائدہ اٹھا سکتے ہیں ضرور اٹھانا چاہیئے، ہم بھی فائدہ اٹھانے کا شوق رکھتے ہیں اور ہم نے عرض بھی کیا تھا کہ وہ کچھ فرمائیں لیکن انہوں نے معذرت کی، ورنہ میں بھی ان کی باتوں سے فائدہ اٹھاتا۔میں شکر گذار ہوں مولانا دیولوی صاحب کا کہ انہوں نے مجھ کو یہ موقع عطا فرمایا اور میں یہاں حاضر ہوا اور میں نے یہ منظر دیکھا اور میں شریک ہوا آپ لوگوں کی اس مبارک مجلس میں، یہ ان کا کرم ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اجر عطا فرمائے۔اس مدرسہ کو، اس جامعہ کو اللہ تعالیٰ مزید ترقیات عطا فرمائے۔اسی پر میں اکتفاء کرتا ہوں۔ وآخر دعوانا عن الحمد لله رب العالمين۔

www.abulhasanalinadwi.org

عاجزانہ گذارش

جامعہ علوم القرآن جمبوسر، گجرات، ہندوستان کا ایک معروف ومشہور ادارہ ہے، ۲۵ سال قبل گجرات کے اکابر علماء کے مبارک ہاتھوں اس کی بنیاد ڈالی گئی تھی، اللہ تعالی کے فضل وکرم سے جامعہ نے اس مختصر عرصہ میں ترقی کی مختلف منزلیں طے کرتے ہوئے ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر لی ہے، اس کے فیض علم وعمل اور سایہ فن وہنر میں حفظ وتجوید لے کر دورۂ حدیث وتدریب افتاء تک اسلامی علوم کی تعلیم کا معیاری نظم ہے، اور گجرات و بیرون گجرات کے 900 طلبہ اس سے فیض یاب ہورہے ہیں، ساتھ ہی اسلامی ماحول میں عصری تعلیم کا بھی نظم ہے، جس کے تحت پرائمری (گجراتی وانگلش میڈیم) سے لے کر ہائر سیکنڈری (سائنس وکامرس) تک مختلف درجات میں قریبا 600 طلبہ زیر تعلیم ہیں، اس کے علاوہ نوجوانوں کو معاشی طور پر خود کفیل کرنے کے لیے سرکاری نظام کے تحت I.T.I. کے مختلف ٹریڈ کی تعلیم وٹریننگ کا بھی نظم ہے، اور علاقہ بھروچ اور شہر جمبوسر کے قریبا 300 طلبہ اور نوجوان اس سے مستفید ہورہے ہیں، عصری تعلیم کے ان دونوں شعبوں میں قریبا نصف طلبہ وہ ہیں جو جامعہ کے حفظ ودینیات اور عالمیت کے درجات میں بھی زیر تعلیم ہیں، فللہ الحمد ولہ الشکر۔

علاوہ ازیں جامعہ کے تحت اشاعت اسلام، تبلیغ دین، ترویج علوم وفنون، تصنیف و تالیف، اصلاح معاشرہ اور رفاہ عام کی وہ تمام خدمات انجام دی جاتی ہیں، جو اسلام کی جامعیت اور انسانیت نوازی کے زمرے میں شامل ہیں، اہل دل، اصحاب تقوی اور اہل خیر، اصحاب ثروت ودولت سے دعا وتوجہ کی التجاء کے ساتھ دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون کی درخواست ہے۔

مفتی احمد دیولوی، مہتمم جامعہ ہذا۔

Maulana Mufti Ahmed devlavi Sa.
Jamiah Uloomul Quran, by pass road
Jambusar (Dist. Bharuch) 392 150
Web: www.jamiahjambusar.com E-mail : jamia@sify.com,jamiahjambusar@gmail.com
Tel. (02644) 220786 / 220286 Fax. 222677

www.abulhasanalinadwi.org